اسلامی سماج کے لیے تکفیر ایک عظیم خطرہ

مولف: صلاح الدین سنوسی حسن
مترجم: مولانا سید محمد کوثر جعفری

خلاصہ
اسلامی سماج میں تکفیریت کی وجہ سے رونما ہونے والے واقعات کو دیکھتے ہوئے اس کے خطرات کے بارے میں گفتگو کرنا بے حد ضروری ہے۔
تکفیر مادہ کفر سے ہے جس کے معنی ہیں اعتقاد نہ رکھنا یا پھر خدا ورسول اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا۔
اور کی دوسرے کو کافر قرار دینا بھی اسی کے معنی میں ہے۔
قرآن اور احادیث اس بات پر گواہ ہیں کہ اگر کوئی اپنی زبان پر کلمہ شہادتین کو جاری کرے تو وہ مسلمان ہے اور کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اسے کافر قرار دے۔
یہ ممکن ہے کہ کوئی نظریہ یا فکر کفر پر مبنی ہو لیکن متفقہ طور پر اس نظریہ یا فکر کے رکھنے والے کو کافر نہیں کہا جا سکتا ہے مگر یہ کہ حجت اس پر تمام ہو چکی ہو، لیکن اس کام کو انجام دینا صرف علماء اور مفتیان دین کی ذمہ داری ہے۔
تکفیریت صدر اسلام سے ہی وجود میں آئی اور آج تک مختلف گروہوں اور شکلوں میں باقی ہے۔اگرچہ ان کے افکار اور نظریات مختلف رہے ہیں مگر انکا شیوہ عمل ایک ہی جیسا ہے اس لئے کہ دونوں گروہ اپنے حاکموں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دیتے ہیں، اس کے باوجود کہ اسلام نے شدت کے ساتھ مسلمانوں کی تکفیر سے روکا ہے اور علماء نے بھی اس سلسلے میں کہا ہے کہ: کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا مگر قطعی اور سورج سے بھی زیادہ واضح اور روشن دلائل موجودہ ہوں۔ کیونکہ کہ تکفیر اختلاف وگمراھی، سستی وتضعیف اور اسلامی مقاصد کی تحریف کا سبب اور اسلام کی نشرواشاعت اور ترویج کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ تکفیر کے خطرات سے پوری اسلامی امت کو آگاہ کیا جائے ،اور امت کو یہ بتایا جائے کہ تکفیریت دشمنوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح تکفریت کے نفوذ اور اثر ورسوخ کو روکنے کیلئے دوبارہ عقائد اور فقہ کی کے میدان میں زیادہ سے زیادہ کام کرنا اور اعتدال کو مسلمانوں کے درمیان رائج کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

مقدمہ

بعض لوگ اس کوشش میں ہیں کہ (آشوب و فتنہ اور مسلمانوں کے درمیان آپسی اختلافات) کو جو کہ اس وقت اسلامی ممالک میں پیدا ہوئے ہیں) اجتہادی مسائل سے جوڑ دیں جب کہ اس میں اجتہاد کرنا جائز نہیں ہے اور بعض لوگ ان مشکلات کو اجتہاد کے اختلافی مسائل میں شمار کرتے ہیں کہ اس میں اختلاف مناسب عمل نہیں ہے اور یہی اختلاف نظر ہر چیز سے زیادہ اختلافات میں اضافہ اور ویرانی کا باعث بنا ہے۔

اس مقالہ کا موضوع وہی تکفیر ہے کہ جس پر ماضی میں اور ابھی بھی گفتگو ہو رہی ہے۔لیکن یہ عمل بعض افراد کی غلطیوں اور غلط فہمیوں میں غوطہ ور ہونے کا سبب بنا ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ جو افراد اس بارے میں علم نہیں رکھتے وہ کسی کے سلسلے میں تکفیر کا حکم صادر کریں۔

صرف خدا اور اس کے رسولؐ کے نام پر اگر انسان ایسے افعال کا مرتکب ہو جائے جو اسلام کی تعلیمات کے منافی ہیں اور تمام اہل علم حضرات کا اس بات پر اتفاق ہو تو ایسی صورت میں کسی شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے۔اس بناء پر ضروری ہے کہ کسی بھی حکم کے صادر کرنے سے پہلے چاہے وہ کفر پر مبنی ہو یا دین سے خارج ہونے کے بارے میں ہو،اس کے بارے میں مکمل اطمینان حاصل کر لیا جائے۔

تکفیر کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

کیا کسی بھی شخص کسی کو دوسرے شخص یا گروہ یا جماعت کے بارے میں تکفیر کا حکم صادر کرنے کا حق حاصل ہے ! تو اس فتنہ کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے مومنین کے کاندھوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

اسی طرح تکفیریت یعنی مذہب تکفیر کے پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے اور یہ مسئلہ کیسے وجود میں آیا؟

تکفیر کیا ہے؟

تکفیر چونکہ کفر کے احکام سے متعلق ہے اس بناء پر پہلے کفر کا پہچاننا ضروری ہے۔

کفر ایمان کی ضد ہے، لسان العرب {ابن منظور} میں آیا ہے کہ ("كفر بالله يكفر كفراًو كفوراً و كفراناً) فهو كافر"

اس نے خدا کا انکار کیا اور اس کا مصدر کفر، کفور، اور کفران ہے،اور کافر کی جمع ، کفار، کفرہ اور کفارہ بھی استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے" ھو "اور" ھی کفور" یعنی وہ مرد اور عورت کافر ہیں۔
کفور کی جمع کفر اور کافرہ کی جمع کوافر ہے۔
راغب اصفہانی کلمہ کفر کی توضیح میں کہتے ہیں کہ "کفر فلان" اس وقت جب وہ کفر پر اعتقاد رکھتا ہو یا پھر اپنے کفر کو ظاہر کرے اس پر اعتقاد اور یقین نہ رکھتا ہو۔اس بناء خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے: " مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ"؛جو شخص خدا پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے اس کو دردناک عذاب ہوگا مگر یہ کہ اس کو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا قلب ایمان کے سلسلے میں مطمئن ہو۔(سورۂ نحل، آیت ۱۰۶)

شریعت کی نگاہ میں کفر کے معنی

شریعت کی نگاہ میں کفر کا مطلب ہے اس چیز کے تئیں لاعلمی کا اظہار کرنا جو سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کے دین اور ان کی نبوت سے لیا گیا ہو جیسے نماز کا واجب ہونا، زنا کا حرام ہونا اور ان جیسے دوسرے مسائل۔
عربی زبان اور ادب کے اعتبار سے تکفیر تفعیل کے وزن پر ہے جس کو لفظ کُفر (جو کہ کَفَرَ کا مصدر ہے) سے لیا گیا ہے، کہا جاتا ہے: کَفرہ یعنی اسے کافر قرار دیا گیا۔(مفردات الفاظ القرآن، ج ۱، ص ۷۱۶)

تکفیر کا حکم

کسی شخص یا گروہ پر تکفیر کا حکم لگانا صرف خداوند متعال کا کام ہے ورنہ وہ اپنی طاقت کو شریعت اسلامی سے واپس لے لیتا ہے،اس بناء پر تکفیر کا حکم شرعی معیار یعنی کتاب اور سنت کے مطابق ہی کسی پر لگایا جاتا ہے۔
اس بارے میں صرف اس شخص کی بات قابل قبول ہوگی جس نے شرعی قواعد و ضوابط کے تحت کسی کو کافر قرار دیا ہو، اور یہ اس اقدام کے بالکل برخلاف ہے جس میں خوارج نے محض اپنے نظریات سے اختلاف کی بنیاد پر اہل قبلہ کو کافر قرار دے دیا۔یا پھر معتزلیوں نے فاسق کے بارے میں یہ حکم دے دیا کہ وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا۔
اسی لیے اگر کوئی بندہ مومن بہت سارے گناہوں سے توبہ کئے بغیر اس دنیا سے چلا جائے تو اس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی اور اگر وہ توحید اور اخلاص کے ساتھ مر جائے تو اس کے بارے میں خدا ہی فیصلہ لے سکتا ہے تو پھر کسی عقلمند انسان کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جیسے ہی کسی کو اپنے نظریات کا مخالف پائے یا پھر وہ ایسے افکار سے روبرو ہو کہ جن کی بناء پر بہت آسانی سے کسی مسلمان کی تکفیر کا حکم لگایا جاسکے فوراً اسے اسے کافر کہہ دے، مگر یہ اس کے پاس واضح اور روشن دلائل موجود ہوں اور یہ باتیں قرآن مجید سے لی گئی ہیں جس میں خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے: (وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا) (سورۂ نساء، آیت ۹۴)

اور وہ شخص جو آپ کے سامنے اسلام کو ظاہر کرتا ہے اسے نہ کہیں کہ تو مومن نہیں ہے (تا کہ اس بہانے سے آپ مال دنیا حاصل کر سکیں)، اس آیہ کریمہ میں خداوند متعال نے اس شخص کی تکفیر سے ہمیں منع کیا ہے جو ہمارے سامنے اسلام کو ظاہر کرے۔

بہر حال پیامبر اکرم ﷺ کی اس حدیث کے مطابق کہ جس میں انھوں نے ارشاد فرمایا" جو بھی لا الہ اللہ کو اپنی زبان پر جاری کرے وہ جنت میں داخل ہوگا" تو پھر اس حدیث کا کیا ہوگا؟!

صحیح بخاری میں حضرت ابوذر سے نقل ہوا ہے، کہ میں پیامبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ نیند کی حالت میں ہیں اور ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے ہیں، واپس چلا گیا تھوڑی دیر بعد جب پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر بیدار ہو چکے تھے، آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں جو کہے "لا الہ الا اللہ" اور مر جائے مگر یہ کہ وہ جنت میں جائے گا، میں نے پیامبر اسلامؐ سے مخاطب ہو کر کہا: کیا زناکاری اور چوری کے بعد بھی وہ جنت میں داخل ہوگا؟

آپ نے جواب میں فرمایا: اگرچہ وہ زناکار یا چور رہا ہو۔

حدیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی ابتدا میں "دل کی بات اور سچی بات" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حدیث کے آخر میں "انسان کے اعضاء و جوارح کے بارے میں" گفتگو کی گئی ہے۔ رسول اسلامؐ کا یہ حکم عاصی اور سرکش لوگوں کے بارے میں ہے۔

اب اس انسان کے سلسلے میں کیا حکم ہوگا جس کے سامنے کوئی فرد یا گروہ کلمہ شہادتین کو پڑھے لیکن وہ جہالت یا حق سے چشم پوشی کی بنیاد پر اس کے خون کو مباح سمجھتا ہو اور اس کو کافر جانتا ہو؟

حکم تکفیر میں اطلاق اور تعیین کے لحاظ سے مغایرت

جس وقت تکفیر کے حکم کو صادر کیا جارہا ہو اس وقت ہمارے لئے مطلق اور مقید کے درمیان ایک فرق و امتیاز کا قائل ہونا ضروری ہے۔ کبھی کبھی ممکن ہے کہ کوئی بات یا فعل کفر پر مبنی ہو لیکن جس شخص نے ایسی بات کہی یا عمل انجام دیا ہو اسے اس وقت تک کافر نہیں کہا جا سکتا ہے جب تک ہمارے پاس کوئی محکم دلیل موجود نہ ہو جو اس کے بجالانے والے کو کافر سمجھتی ہو اور اس سلسلے میں کوئی شک اور شبہ بھی باقی نہ رہ جائے یا شرعی طریقہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص:

۱۔ اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ کفر کہہ رہا ہے۔

۲۔ یا اس کی باتوں کا لازمہ کفر ہو اور جس وقت اس کے سامنے اس بات کو رکھا جائے وہ اسے قبول بھی کرلے۔

۳۔ اس پر حجت تمام ہو چکی ہو۔

۴۔اس کے لیے کوئی دوسری چیز مانع بھی نہ ہو۔
۵: تازہ اسلام سے آشنا ہوا ہو۔

حکم تکفیر کے صادر کرنے کی صلاحیت

کیا ہر انسان کفر کا حکم جاری کر سکتا ہے؟ کفر کا حکم یہ ایک فقہی مسئلہ ہے یعنی یہ شریعت کا حکم ہے جو مکلّف (ایک بالغ وعاقل) کے فعل سے مربوط ہے، لہٰذا اس طرح کا حکم صادر کرنا کسی مفتی اور قاضی کا کام ہے، ہر شخص تکفیر کے حکم کو صادر نہیں کر سکتا ہے۔

تکفیری گروہ کی تشکیل

تکفیری فکر و نظر صدر اسلام سے امت مسلمہ کے درمیان گفتگو کا موضوع بنی ہے جو آج بھی ہے۔
تکفیری گروہ کے فتنے کی ابتداء رسول اسلامؐ کے زمانے سے ہوئی جیسا کہ جناب مسلم نے صحیح بخاری میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے: جس وقت رسول اسلامؐ مال غنیمت کو تقسیم کر رہے تھے اس وقت عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی نے کہا:
اے خدا کے رسول عدالت کے ساتھ تقسیم کریں، رسول خداؐ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، لعنت ہو تجھ پر، اگر میں عادل نہیں تو اور کون عادل ہو سکتا ہے؟
خوارج اور مارقین یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے خلاف خروج کیا۔
خوارج وہ طبقہ ہے جس نے حضرت علی علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش رچی۔ تاریخ میں ان کے اور بھی نام ہیں: جیسے "حروریہ" ابتداء میں ان کی فکر کا مرکز تھا بعض اصحاب کی تکفیر اور انکے خون کو مباح سمجھنا تھا، لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ صراط مستقیم سے منحرف ہو گیا اور آخر کار اس کا شمار ایک ایسے گمراہ فرقے میں ہونے لگا جن کا ہدف اور مقصد اسلامی ممالک کے حکّام اور لوگوں کی تکفیر تھا، انھوں نے اسلحہ کے ذریعے قدرت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ آج کے تکفیری جس شدت پسندی کے ساتھ اپنے طرز عمل پر مصر اور پابند ہیں یہ ایک بنیادی اور کلیدی مسئلہ ہے۔
عصر جدید کے تکفیریوں کے افکار کی تاریخی جڑیں، تصورات اور ظاہری طور طریقوں کے اعتبار سے تھیں پہلے خوارج کے گروہ سے مربوط نہیں لگتیں لیکن باطنی اہداف و مقاصد کے اعتبار سے یہ دو گروہ آپس میں مرتبط ہیں، اس لئے کہ ان کی طرز فکر اس بات کی سبب بنی ہے کہ ان کے اندر انتقام کا جذبہ مزید شعلہ ور ہو اور اپنے اطراف میں موجود دوسرے افراد کے تئیں ان کی نگاہ غلط اور منفی ہو۔ یہ وہ تخریبی عناصر ہیں جو ٹائم بم کی طرح ہر وقت پھٹنے کیلئے آمادہ ہیں تا کہ اپنے نادرست اہداف تک پہونچ سکیں حالانکہ ان افکار

کے لوگ قرآن کی نگاہ میں اس سراب کی مانند ہیں جو دور سے زمین پر نظر آتا ہے اور پیاسا اس کو پانی تصور کرتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہونچتا ہے تو اس کو بالو اور ریت کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

یہاں پر اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے کہ ہم خوارج کے تاریخی فتنے کے بارے میں مزید بحث کریں، اس لئے کہ موجودہ حالات میں یہ ثقافتی اور اجتماعی مسائل میں تبدیل ہو چکا ہے جس کو میڈیا میں درج ذیل ناموں سے سنا جا سکتا ہے:

۱: جماعة الهجره والتكفير { گروہ ہجرت و تکفیر }

۲: الناجون من النار { آتش جہنم سے نجات یافتہ }

۳: جماعة المسلمين (مسلمانوں کی جماعت و تنظیم)

۴: التوقف والتبین

۵: تحریک القاعدہ

حال حاضر میں یہ تمام گروہ داعش کے نام سے مشہور ہیں، اور یہ تمام گروہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور ایک ہی موضوع یعنی خوارج کے طور طریقے پر عمل پیرا ہونے پر اتفاق رکھتے ہیں، ان کے آپسی تعلقات بھی بہت اچھے اور محکم ہیں اور خوارج کے ساتھ متعدد معاملات میں مشترک ہیں:

ہتھیار کے ذریعہ آئمہ مسلمین کے خلاف خروج اور جنگ، انکی اطاعت، پیروی سے روکنا اور ان کے ہمراہ جہاد کا جائز نہ ہونا، نماز میں ان کی اقتداء نہ کرنا، ان کے حق میں دعا کا جائز نہ ہونا اور مسلم ممالک میں جنگ بھڑکانا اور ان کی تکفیر کرنا، یہ ان لوگوں کا پہلا قدم ہے۔

ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیوں یہ گروہ تکفیری ہو گئے اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکانے میں انھوں نے کیوں ایندھن کا کام کیا؟ اور کیوں انھوں نے کبھی بھی امت مسلمہ کے ارتقاء اور اصلاح کے حوالے سے کوئی قدم نہیں اٹھایا؟ یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ اپنے متدین ہونے کے دعوے کے ساتھ دوسروں کی تکفیر، تخریب اور خونریزی کیلئے قدم اٹھاتے ہیں۔

مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں انتباہ

مسلمانوں اور مومنوں کی عزت اور ان کے دین کی حمایت و مدد کے سلسلے میں واضح اور آشکار شرعی دلائل موجود ہیں۔

اسی طرح مومنین کو اس بارے میں متنبہ کیا گیا ہے کہ کوئی فرد، گروہ یا طایفہ کسی دوسرے مسلمان کی تکفیر نہیں کر سکتا، سورۂ نساء کی آیت ۹۴ میں ارشاد ہوتا ہے: يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا إِذَاضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ۔

اے صاحبان ایمان جب آپ خدا کی راہ میں جہاد کے لئے سفر کرو تو پہلے تحقیق کرلو اور خبردار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے کہ اس طرح تم زندگانی دنیا کا چند روزہ سرمایہ چاہتے ہو اور خدا کے پاس بکثرت فوائد پائے جاتے ہیں۔ آخر تم بھی تو پہلے ایسے ہی کافر تھے۔ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے اسلام کو قبول کرلیا (اور دل چیرنے کی شرط نہیں لگائی) تو اب تم بھی اقدام سے پہلے تحقیق کرو کہ خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

سورہ احزاب کی آیت ۵۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ (وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا) اور جو لوگ صاحبانِ ایمان مرد یا عورتوں کو بغیر کچھ کئے دھرے اذیت دیتے ہیں انہوں نے بڑے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا رکھا ہے۔

اسی طرح رسول اسلامؐ نے ارشاد فرمایا: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق و لا یرمی بالکفر إلا إرتدّت علیہ إن لم یکن صاحبہ کذلک"

اگر کوئی شخص کسی دوسرے فرد کی تکفیر کرے جس کے اندر تکفیر کے شرائط نہ پائے جاتے ہوں تو یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے اس نے اپنی تکفیر کی ہو۔ اسی طرح آپ نے فرمایا: "لعن المؤمن کقتلہ و من رمی مؤمناً بالکفر فھو قتلہ"

کسی مومن پر نفرین (لعنت) بھیجنا اس کے قتل کے مترادف ہے اور جو شخص کسی مومن کے کفر کا حکم دے گویا اس نے اس کا قتل کیا ہے

تکفیر مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ

ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب تک شرعی لحاظ سے کسی کے بارے میں معلوم نہ ہوجائے کہ وہ کس طرح کا انسان ہے، اس بڑے کام یعنی تکفیر میں مداخلت نہ کرے۔

امام شوکانی اس بارے میں کہتے ہیں: ہر وہ مسلمان جو خدا، رسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے فرد کے بارے میں اسلام سے خارج ہونے یا اس کے کافر ہونے کا حکم صادر کرے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ جب روز روشن کی طرح یقینی اور قطعی دلائل موجود ہوں۔

صحیح احادیث میں اصحاب کے ایک گروہ سے نقل ہوا ہے کہ: جو بھی اپنے بھائی کو کہے " اے کافر" تو اس نسبت کے گناہ کو ان میں سے کسی ایک نے اپنے کاندھے پر اٹھایا ہے، ارشاد رب العزت ہے۔

" وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا "

جس چیز کے متعلق آپ کے پاس علم نہیں ہے اس کا اتباع نہ کریں بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب سے سوال کیا جائے گا۔

امت مسلمہ پر تکفیر کے نتائج

۱: تکفیر، عالم بشریت میں اختلاف، تفرقہ اندازی، دلوں میں کینہ و دشمنی پیدا کرنے، مسلمانوں کے سلسلے میں بد گمانی اور ان کی لغزشوں اور خطاوں کو تلاش کرنے کا سبب ہے۔

۲: تکفیر ان تمام حقائق و، ضروریات اور پنجگانہ مقاصد کے تباہ و برباد ہو جانے کا سبب ہے جن کی حفاظت پر شریعت نے عہدہ لیا ہے۔

تکفیر، خون بہانے اور اس کے مباح ہونے کا سبب ہے اور وہ اپنے باطل افکار کی بنیاد پر اس عمل کو خدا سے نزدیکی کا ذریعہ، اموال کو حلال قرار دینے کا وسیلہ اور دوسروں کی عزت کو پانی میں ملانے کا حربہ تصور کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں دین کی بنیادیں منہدم ہو جاتی ہیں، ناامنی جنم لیتی ہے اور مومنین کے بیچ خوف وہراس پیدا ہو جاتا ہے۔

۳: کسی کی تکفیر یا کسی کو فاسق قرار دینا یہ خود ایک بہت بڑا کام ہے اس سلسلے میں جو بھی شخص اپنے فریضہ کو نہ سمجھے وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی ضلالت و گمراہی کی جانب لے جاتا ہے۔

۴: تکفیر دینی امور کی تحریف اور اپنے ذوق و سلیقے کے مطابق اسلامی متون کی تفسیر کا سبب ہے جس کی بنیاد پر انسان، کتابوں کی تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے۔

۵: تکفیر، اسلام کی ترویج اور اس کی نشر و اشاعت میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

۶: تکفیر، حکّام اور لوگوں کے مابین اختلاف کا سبب ہے چونکہ اس نظریہ کی بنیاد پر عوام، حکام کو کافر قرار دیتے ہیں اور جو بھی ان کی درخواست کو قبول نہ کرے اسے کافر قرار دیتے ہیں، اس لئے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حکام، خدا کی شریعت پر عمل نہیں کرتے اور چونکہ لوگ ان کے اس عمل پر راضی و خوش ہیں لہٰذا یہ بھی حکام کی طرح کافر ہیں۔

ختم کلام اور کچھ تذکرات

تکفیر ایک بہت ہی اہم موضوع ہے اور ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس گروہ کے ساتھ ہمنشین نہ ہو جو مسلمانوں اور ان کے اولیاء کو بغیر کسی بصیرت اور آگاہی کے کافر قرار دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے ہمیں دور رہنا چاہیئے چونکہ یہ اپنے نفسانی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں اور لوگوں کے تئیں متعصب ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس علم یا عدالت ہو، بلکہ یہ ایک منحرف اور مغالطہ کا شکار گروہ

ہے۔البتہ ان سے مذاکرات اور دلیل و برہان کے ذریعہ انہیں مغلوب کرکے ان کے خیالات و نظریات کو بدلا جاسکتا ہے۔

کچھ ہدایتیں:

اس بات پر اتفاق رائے ہونا چاہئے کہ یہ گروہ تمام امت مسلمہ کیلئے خطرناک ہے۔

۲۔اس بات پر متفق ہونا چاہئے کہ یہ اسلام کے دشمنوں کے وفادار اور تربیت یافتہ لوگ ہیں۔

۳۔اس بات پر اتفاق رائے ہونا چاہئے کہ کسی کو کافر قرار دینا صرف خدا کا حق ہے کسی اور کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی گروہ یا جماعت کو تکفیر کی نسبت دے چاہے وہ اس کے مذہب کا مخالف ہو مگر یہ کہ اس کے پاس اس نسبت کے لیے واضح دلائل کتاب اور سنت الٰہی پر مبنی ہوں۔

۴۔ علمی حقائق کی بنیاد پر بہت سے عقائد اور اسلامی فقہ کا دوبارہ مطالعہ کیا جانا چاہئے خاص طور سے ان مسائل کے بارے میں جن کی وجہ سے امت مسلمہ میں اختلاف ہوتا ہے۔

۵۔اعتدال پسند اور میانہ رو افراد کی آواز ہر کسی گروہ یا جماعت سے الگ ہونی چاہئے۔

۶۔اختلافات کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے مشترکہ مسائل پر تحقیق ہونی چاہئے اور مشترکات پر عمل بھی ہونا چاہئے۔

۷۔اسی طرح اس بات پر تاکید کی جائے تقدس (احترام) اور ثبات (بقاء) صرف کتاب اور سنت کو حاصل ہے لیکن حالات اور شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے اور تجدید نظر کے قابل فہم وادراک ہی کسی چیز کو بنا سکتے ہیں اور سنوار سکتے ہیں۔